ڈاکٹر جواد حیدر ہاشمی
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی

بلتستان کی شرعی عدالتیں: تاریخی پس منظر و موجودہ اطلاقات

Abstract

The religious scholars of Baltistan in northern Pakistan established Islamic Judicial System in 1950 with the approval of Mujtahideen to provide free justice and resolve mutual conflicts in accordance with the Sharia Law. The religious court has currently two franchises in Baltistan, one in Skardu and other in Chotron Shiger, where people resort to seek solutions for their conflicts. These courts have made thousands of decisions since their inception and their complete record are available even now. The implementations of judgments despite no enforcement body reflect the religious tendencies of the local inhabitants and supremacy of Islamic teachings in their eyes. Considering the success and utility of this system in Baltistan, it can be declared as a role model for the rest of the country.

کلیدی الفاظ:

بلتستان، محکمہ شرعیہ، اسلام، تنازعات، مقدمات، عدل وانصاف، شرعی فیصلے، مراجع، فتاویٰ،

مقدمہ

مفادات کے ٹکراؤ کے نتیجے میں تنازعات کا اٹھنا انسانی معاشرے کی تاریخ کا ایک ایسا رُخ ہے جس کے وجود سے کوئی عہد اور علاقہ خالی نہیں رہا ہے۔ ان تنازعات کے حل کا بھی کوئی ایک طریقہ انسانی تاریخ میں کبھی نہیں رہا ہے۔ بلکہ مختلف معاشروں اور علاقوں میں وقت اور حالات کے مطابق تنازعات کے حل کے مختلف معیار سامنے آتے رہے ہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر پاکستان کے انتہائی شمال میں واقع بلتستان کے بارے میں بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں بھی وقت کے ساتھ ساتھ عدالتی نظام اور انصاف کی فراہمی کا کوئی ایک معیار نہیں رہا ہے لیکن کوئی نہ کوئی نظام ضرور رائج رہا ہے۔ اسلام کی آمد سے قبل یہاں کی آبادی مکمل طور پر بدھ مت کی پیروکار تھی اس حوالے سے انصاف کی فراہمی کا جو اصول اس مذہب میں رائج رہا ہے وہ یہاں نافذ العمل تھا۔ اسلام کی آمد کے بعد شرع مقدسِ اسلام کے سانچے میں جب پورا معاشرہ ڈھل گیا تو ساتھ میزانِ عدل کی جگہ اسلام کے نظامِ عدل نے لے لی اور علاقے کے راجاؤں کے دائرہ اسلام میں داخلے کے ساتھ ہی اسلام کا نظامِ عدل و انصاف اسلام کے مبلغین اور علماء کی سرپرستی میں لوگوں کو انصاف فراہم کرنے لگا۔ بلتستان میں گذشتہ چھ سو برسوں میں کوئی ایسا دور نہیں رہا جس میں انصاف کی فراہمی کے سلسلے میں کوئی خلا موجود رہا ہو۔

بلتستان میں مقدمات کی شرح آج کے اس مادہ پرست دور میں بھی دنیا کے دیگر علاقوں کی نسبت بہت کم ہے اور ماضی میں یہ شرح اور بھی کم تھی۔ لوگ اپنی سادگی مزاج اور دیانت دار طبع کی وجہ سے کسی کے ساتھ جائیداد کا کوئی معاملہ طے پا جائے تو اکثر اسے ضبط تحریر میں لانے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے تھے بلکہ زبانی معاملات کو حتمی سمجھا جاتا تھا۔ البتہ گذشتہ ڈیڑھ دو صدیوں میں ایسے معاملات کو جامۂ تحریر پہنانے کی روایات بھی موجود ہیں۔ اس طرح عطیات کے ہبوں اور خرید و فروخت کے معاملات کو باقاعدہ ثبت کرنے کا رواج شروع ہوا۔ رفتہ رفتہ ان دستاویزات کی سند کے لیے کسی عالم دین کی تصدیق کو آج کل کی سرکاری اصطلاح

کے مطابق نا قابل تنسیخ سمجھا جانے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ بلتستان میں سینکڑوں، ہزاروں دستاویزات پر آج کل کے مجسٹریٹ کے نعم البدل علمائے کرام کی مہر تصدیق ثبت ہیں۔

بلتستان میں جب کسی دو فریق کے درمیان تنازعہ ہو جاتا تو عدل اور انصاف کی فراہمی کے ضمن میں دو طریقے ہمیشہ سامنے رہے ایک شرع اور دوسرا عُرفِ بلد۔(جو اسلام کی روح سے متصادم نہ ہو)۔ ان دونوں معیاروں کے اوپر عدل و انصاف کو یقینی بنانے کی کوششوں کو نہ صرف عوامی مقبولیت حاصل رہی بلکہ سرکار کی سرپرستی بھی مکمل طور پر حاصل رہی۔ عُرفِ بلد کی روشنی میں تنازعات کے فیصلے اور معاشرے کے استحکام کی منصوبہ بندی کا مرکز ہمیشہ چوپال (ھلچنگرا) رہا جس کے وجود سے بلتستان کا کوئی گاؤں خالی نہیں ہے۔ محمد حسن حسرت اس بارے میں لکھتے ہیں :

"بلتستان کے ہر گاؤں میں مرکزی مقام پر چوپال بنے ہوتے ہیں جسے "ہلچنگرہ" کہتے ہیں۔ چوپال کے ارد گرد چنار کے بڑے بڑے درخت ہوتے اور چنار کے ان درختوں کے گھنے چھاؤں میں محلے کے سب لوگ جمع ہو جاتے ہیں، باہم مشورے کرتے اور اپنے اپنے گاؤں سے متعلق سماجی و معاشرتی مسائل کے حل کے لیے فیصلے کرتے ہیں۔ یہاں باہمی نزاع کے فیصلے بھی ہوتے ہیں اور گاؤں کے سماجی انتظامات کے سلسلے میں لائحہ عمل وضع کرتے ہیں۔"(۱)

عرف بلد کے حوالے سے اٹھنے والے چھوٹے تنازعات کے فیصلے بعض دیہاتوں میں آج بھی انہی "چوپالوں" پر ماہرین عرف کرتے ہیں اور ان کا فیصلہ حتمی سمجھا جاتا ہے اور تنازعہ کے ہر فریق کو چاروناچار ان فیصلوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ ان کے دائرہ کار میں چھوٹے بڑے جھگڑوں کے علاوہ گاؤں سے متعلق بعض انتہائی اہم امور بھی شامل ہوتے ہیں۔ جیسے رواج آبپاشی، چراگاہوں کے نظم ونسق، ربیع وخریف کی کاشت کاری کے نظام الاوقات اور مویشیوں و مرغیوں کو چھوڑنے اور بند کرنے کا رواج وغیرہ۔

جب تک کوئی سنگین شرعی یا قانونی مسئلہ پیدا نہ ہو ان مسائل کو "چوپال" پر مقامی سطح پر حل کیا جاتا ہے اس سے گاؤں کے معاشرتی نظام میں بہت استحکام رہتا ہے اور لوگوں کو سکون و اطمینان بھی حاصل ہوتا ہے۔ مختلف تہذیبوں کی آمیزش کے نتیجے میں اس معاشرتی ادارے کی اہمیت اور فعالیت ماضی جیسی تو نہ رہی تاہم اب بھی اس کا بھرپور کردار کسی نہ کسی طریقے سے موجود ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس نظام کو

آلائشوں سے دور رکھا جائے تا کہ لوگوں کو مقامی سطح پر چھوٹے موٹے مسائل کے حل کی سہولت میسّر رہے۔ جہاں تک ان مسائل اور باہمی تنازعات کا تعلق ہے جن میں شریعت یا وقت کے قانون کا پہلو موجود ہے ان میں سرکاری عدالت کا نظام تو ہر دور میں کسی نہ کسی شکل میں رہا ہے۔ ساتھ ہی ظہور اسلام کے بعد ان لوگوں کی بھی کمی نہیں رہی ہے جو اپنے تنازعات کے فیصلے شرعِ مقدس کی روشنی میں کرانے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ اس لیے بلتستان میں اسلام کی روشنی نمودار ہونے کے ساتھ ہی وقت کے راجا اور حکمران بیشتر فیصلے علماء سے پوچھ کر کرتے تھے لیکن 1880ء کے بعد سے جب کئی مقامی علماء پیدا ہوئے تو انہوں نے تنازعات کے فیصلے باقاعدہ طور پر کرنے شروع کئے اور لوگوں کو اسلامی قانونِ شہادت کے مطابق انصاف ملنے لگا۔ تو یوں بلتستان کے تقریباً ہر گاؤں میں لوگوں کے درمیان اٹھنے والے تنازعات کے فیصلے علمائے کرام اور مقامی اخوند ہی کرتے آئے ہیں۔ اور ان کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ کوئی تنازعہ حل کے بغیر نہ رہ جائے یا سرکاری عدالتوں تک نہ پہنچے اور اس میں خاطر خواہ کامیابی بھی ہوتی ہے اور لوگ بے تحاشا اخراجات اور زحمتوں سے بچتے ہیں۔ مقامی عالم دین ہر دور میں اپنی یہ ذمہ داری پوری کرتے رہے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں۔ تاہم باضابطہ طور پر ادارہ کی شکل میں شرعی فیصلوں کے لئے پہلی بار 1950ء میں بلتستان کے علماء نے "محکمۂ شرعیہ بلتستان" کے نام سے ایک ادارہ کا قیام عمل میں لایا(۲) جس نے مندرجہ ذیل اغراض و مقاصد کے تحت اپنا کام شروع کر دیا۔

محکمہ شرعیہ بلتستان کے اغراض و مقاصد

1. شریعتِ اسلامیہ کی ترویج۔
2. تنازعات کا قوانینِ شرعیہ کے مطابق تصفیہ۔
3. امور غیر مشروعہ اور مراسم مذمومہ کا حتی الامکان انسداد۔(۳)

ان اغراض و مقاصد کو بہتر انداز میں حاصل کرنے کی غرض سے مقامی پڑھے لکھے علماء پر مشتمل ایک بورڈ نے اسلامی قوانین کو مدّ نظر رکھتے ہوئے محکمہ شرعیہ بلتستان کے لیے باضابطہ طور پر تحریری صورت میں طریق کار اور ضابطہ عمل مشخص کیا تا کہ ان اصول و ضوابط کی صحیح رعایت کرنے کے ذریعے محکمہ شرعیہ کی کارکردگی کو بہتر بنایا جا سکے، اور اپنے تنازعات کے حل کے لیے اس ادارہ کی طرف رجوع کرنے والے لوگوں کے لیے صحیح اسلامی اصولوں کے تحت انصاف فراہم کیا جا سکے۔ اس طریق کار اور ضابطہ عمل کے تمام شقوں کی

تدوین میں اس بات کو خصوصی طور پر ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے کہ اس کے تمام موارد اسلامی نظام قضاوت کے اصولوں سے بالکل ہم آہنگ ہوں۔

محکمہ شرعیہ بلتستان کا طریق کار اور ضابطہ عمل

محکمۂ شرعیہ بلتستان کے لیے بالاتفاق درج ذیل طریق کار اور ضابطہ عمل منظور کیا گیا۔

1 شرعی تنازعات کا تصفیہ صرف مقررہ علماء ہی پر منحصر ہو گا۔

2 مدّعی پر لازم ہے کہ اپنے رفع نزاع کے لئے ایک عریضہ بصورت درخواست محکمہ میں پیش کرے جس کے وصول ہونے کے بعد محکمہ مدّعی علیہ کو طلب کرے گا۔ اس درخواست پر مدّعی کے دستخط یا نشان انگشت ہونا ضروری ہے۔

3 فریقین پر لازم ہے کہ وہ باہمی رضامندی کی ایک تحریر محکمہ کو اپنے تصفیہ نزاع کے لئے پیش کریں تحریر کا مضمون یہ ہو گا کہ ہم دونوں اپنے تنازعہ کے تصفیہ کے لئے محکمہ کے فیصلہ شرعیہ کو قانوناً اور شرعاً تسلیم کرتے ہیں محکمہ جو شرعی فیصلہ صادر کرے گا وہ ہمیں منظور ہو گا اس درخواست پر فریقین کے دستخطوں کے علاوہ دو گواہوں کے دستخط کا ہونا بھی لازمی ہو گا اور یہ درخواست مدّعی کی درخواست سے منسلک کی جائے گی۔

4 محکمہ اس وقت فیصلہ کرے گا جب فریقین اسے حَکَم مانیں اور اس کے فیصلہ کے پابند رہنے کا یقین دلائیں اور اگر مدّعی علیہ یہ کہے کہ میں حکم شرعی کو ماننے کے لئے تیار نہیں تو اس کا مقاطعہ کیا جائے گا۔

5 حکمہ کی تمام کارروائی تحریری ہو گی اور وہ کارروائی مع کاغذات دفتر محکمہ میں داخل کی جائے گی۔

6 تمسّکات شرعیّہ بوساطت محکمہ تحریر ہو گا اور اگر محکمہ کے انعقاد سے پہلے کوئی تمسّک نامہ تحریر کیا جا چکا ہو یا محکمہ کے انعقاد کے بعد محکمہ کے علاوہ کسی اور جگہ تحریر کیا گیا ہو تو اس صورت میں محکمہ بعد از تحقیق اگر اس کی صحّت پر اطمینان حاصل کرے تو اس پر مہر تصدیق ثبت کرے گا اور اُسے دفتر اندراج تمسّکات میں درج کیا جائے گا۔

7 اگر مدّعی یا مدّعی علیہ یا دونوں حکم شرعی کے ماننے سے انکار کریں تو مثل سابق اُن کا مقاطعہ کیا جائے گا۔

8 اگر مدّعی باوجود اطلاع بلا عذر معقول محکمہ کی تاریخ مقرّرہ پر حاضر نہ ہو تو اس کا دعویٰ خارج کیا جائے گا۔

9 اگر مدّعی علیہ باوجود اطلاع حاضر نہ ہو گا تو محکمہ اُسے دوسری دفعہ پھر تیسری دفعہ طلب کرے گا اس کی مسلسل کئی بار عدم حاضری کی صورت میں مدّعی کے ذمّہ ہو گا کہ وہ خود اُسے حاضر کرے اگر وہ ایسا نہ کر سکا تو دعویٰ خارج ہو گا۔

10 وہ تمسّکات جن کا بطلان شرعاً ثابت ہو چکا ہو محکمہ ان کو اپنے قبضہ میں رکھے گا۔

11 محکمہ میں دعویٰ دائر کرنے کے بعد فریقین اپنے دعویٰ کو خارج نہیں کر سکیں گے۔

12 محکمہ تمام مقدمات کے فیصلہ پر مجبور نہیں بلکہ وہ اپنی مصلحت کی بناء پر کسی فیصلہ سے معذور ہو گا اُس پر کسی کو حق اعتراض نہ ہو گا۔

13 وہ نزاعات جن کا تصفیہ فوری طور پر ہونا چاہیے محکمہ وقت مقررہ کا انتظار نہیں کرے گا بلکہ ایک فوری اجلاس طلب کر کے اس کا فیصلہ کرے گا۔

14 اگر محکمہ کسی نزاع میں پیچیدگی کی وجہ سے تصفیہ نہ کر سکا تو خود ارکان محکمہ اس کے تصفیہ کے لئے مجتہدین مراجع کی طرف رجوع کریں گے۔

15 ارکان محکمہ انفرادی طور پر اپنے مواضع یا دوسرے مواضع میں فیصلہ کر سکتے ہیں مگر ان پر لازم ہے کہ نقل فیصلہ صدر دفتر محکمہ کو ارسال کریں تا کہ محکمہ اس کو اپنے دفتر فیصلہ جات میں بطور یادداشت درج کرے بشرطیکہ فیصلہ شرعاً صحیح ثابت ہو۔

16 اگر محکمہ شرعیّہ کو اپنے کسی فیصلہ میں شک وشبہ ہوا ہو تو وہ تجدید نظر کے لئے اپنے پہلے فیصلہ کو واپس لے گا۔

17 عمّال محکمہ کی رائے سے فیصلہ کے اوقات اور ایام مقرر ہوں گے۔

18 وہ تنازعات جن کا فیصلہ علماء کرام نے انعقاد محکمہ سے پہلے کیا ہے وہ قابل قبول ہوں گے بشرطیکہ وہ فیصلہ صحیح شرعی بنیاد پر کیا گیا ہو۔

19 فیصلہ اور بیانات کے اوراق عریضہ درخواست کے ساتھ منظم کرنے کے بعد بصورت مسل دفتر محکمہ شرعیہ میں محفوظ کئے جائیں گے اور ان تمام کاغذات پر فیصلہ کنندگان کے دستخطوں کا ہونا لازمی ہے۔

20 بغیر اجازت محکمہ کسی شخص کو متنازعین کی طرف سے حق وکالت نہیں ہو گا۔

21 امور شرعیہ جو کہ متنازعین کے متعلق ہوں ان میں کسی کو حق مداخلت نہیں ہو گا اور نہ کسی شخص کو محکمہ کے اجلاس یعنی دیوان خاص میں بغیر طلبی کے آنے کی اجازت ہو گی۔

22 امور محکمہ میں کسی کو مداخلت کرنے کا حق نہ ہو گا اس کا فیصلہ صرف علماء مشمولہ کی رائے پر ہو گا۔

23 وہ نزاعات جو کہ حکومت کے پاس دائر ہوں محکمہ ان کو قبول نہیں کرے گا سوائے اس صورت کے جب متنازعین اپنی رضامندی کے ساتھ اپنے دعویٰ کو محکمہ حکومت سے خارج کروا کر با اجازت حکومت محکمہ شرعیہ کی طرف رجوع کریں۔

24 محکمہ میں فیصلہ ہو جانے کے بعد کسی شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل نہیں کہ میرے معاملہ میں (یعنی نزاع میں) نظر ثانی کی جائے تاوقتیکہ وہ اس کا مدّعی نہ ہو کہ محکمہ کا فیصلہ غلط بنیاد پر ہوا ہے۔

25 عمّال کا تقرر مجلس علماء کی مجلس عاملہ کرے گی لیکن اس کے لئے یہ شرط ضروری ہو گی کہ جملہ عمّال محکمہ مجلس علماء سے بحیثیت رکن یا ممبر وابستہ ہوں۔

26 ارکان محکمہ صرف پانچ ہوں گے۔ صدر، نائب صدر، ناظم اعلیٰ، ناظم، خازن۔

27 ارکان مجلس علماء کو یہ حق حاصل ہے کہ حسب ضرورت جب چاہیں کوئی قضیّہ ایسے عالم کے حوالے کر دیں جو باشندہ بلتستان نہ ہو مگر دیگر شرائط علم و فضل و عمل اس میں موجود ہوں۔(۴)

اس طریق کار پر اچھی طرح عملدرآمد کے لیے خود محکمہ شرعیہ کے ارکان اور قضاۃ کے لیے بھی ضابطہ عمل مشخص کیا گیا ہے تاکہ ان پر عمل کے ذریعے محکمہ شرعیہ کی کارکردگی بہتر ہو سکے۔

ضابطہ عملیہ برائے ارکان وعمّال وفیصلہ کنندگان محکمہ

1 علماء کرام پر فرض ہے کہ احکام شرعیہ کے پابند اور اخلاق حسنہ سے آراستہ ہوں اور ناشائستہ افعال سے مجتنب اور ایسے امور کے تارک ہوں جو علماء دین کے شایان شان نہیں۔

2 امور شرعیہ میں تحقیق وتفحص کرنا اور حسب فتاویٰ مجتہدین مراجع تصفیہ کرنا ہوگا۔

3 کسی رکن کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ فیصلہ سے پہلے محکمہ کی کارروائی کسی دوسرے شخص کو بتائے یا کارروائی کے کاغذات دکھائے۔

4 محکمہ کے ایام مقررہ میں افراد متعلقہ کا حاضر ہونا ضروری ہے اور اگر کوئی بلا عذر معقول حاضر نہ ہوگا تو محکمہ کی طرف سے اس سے باز پرس کی جاسکتی ہے۔

5 علماء مشمولہ تنازعات شرعیہ میں کسی کی وکالت نہیں کرسکیں گے۔

6 بیانات متنازعین یا وکیل یا شہادت لینے کے لئے محکمہ علماء مشمولہ میں سے کسی ایک شخص کو جو محکمہ کا رکن ہو معیّن کرے گا اور کسی کو اس صورت میں مداخلت کا حق نہ ہوگا۔

7 متنازعین کی مصالحت میں حتّی الامکان کوشش کرنا لازمی ہے۔

8 علماء کرام کا فرض ہوگا کہ وہ محکمہ اور مجلس علماء کے اغراض ومقاصد اور قواعد وضوابط کے پابند رہیں۔

9 وہ نکاح یا طلاق جو کہ علماء کرام جاری فرماتے ہیں ان کا دفتر ازدواج محکمہ میں پیش کرنا ضروری ہوگا۔

10 اگر کوئی رکن کہ جس کی حاضری محکمہ میں ضروری ہو ایام مقرّرہ میں حاضر نہ ہوسکے تو اس پر لازم ہوگا کہ قبل از وقت محکمہ کو تحریراً اطلاع دے۔

11 علماء پر لازم ہوگا کہ وہ کاغذات یا دفاتر متعلّقہ محکمہ پر دستخط کریں۔

12 ہر وہ عالم اس محکمہ میں شامل ہوسکے گا جو اس کے معیار پر پورا اترے اور اس کے قواعد وضوابط کی پابندی کا یقین دلائے۔

13 اگر بعض ارکان محکمہ میں حاضر نہ ہوں تو بقیہ ارکان مقدمات کا تصفیہ کریں اور ان کی مقدار کم از کم تین ہونا چاہیے۔

14 محکمہ کے ہر رکن کو سفر کے موقع پر محکمہ کو اطلاع دینا ہو گی۔

15 اگر عاملین محکمہ اور فیصلہ کنند گان محکمہ میں سے کوئی شخص مدّعی یا مدّعی علیہ یا شاہد ہو تو اسے حق حاصل نہیں کہ خود فیصلہ کرے بلکہ باقی ارکان مجلس علماء فیصلہ کریں گے۔

16 محکمہ اور مجلس علماء میں شامل ہونے کے لئے مجلس علماء کے عہد نامہ پر دستخط کرنے والے کو داخل مجلس علماء اور محکمہ کیا جائے گا۔

17 مجلس علماء اور محکمہ شرعیہ کے ارکان کو حق ہو گا کہ وہ حسب ضرورت ان اغراض و مقاصد میں بطور اجتماع کمی و زیادتی کر سکیں۔(۵)

شرعی عدالتوں کی ہیئت ترکیبی

محکمۂ شرعیہ صرف علماء پر مشتمل ہے اور سر دست پانچ علماء کرام اس کے رکن ہیں۔ ان میں سے ایک مسؤل ہے باقی ارکان مساوی ہیں۔

یہ علماء سب کے سب مختلف دینی علمی مراکز کے فارغ التحصیل ہیں اور دینی مسائل کا مکمل ادراک رکھنے کے علاوہ ورع و تقویٰ اور پرہیز گاری کے اوصاف سے بھی مزین ہیں۔ کسی غیر عالم کو محکمہ شرعیہ کا رکن نہیں بنایا جاتا۔

شرعی عدالتوں کا طریق کار

محکمہ مدعی کی درخواست پر غور کرتا ہے اگر بادی النظر میں قابل سماعت ہو تو مدعی علیہ کے نام سمن جاری کرتا ہے۔ بعد ازاں فریقین کے بیانات قلمبند کیے جاتے ہیں اور پھر اسلامی قانونِ شہادت کی روشنی میں بیّنہ یا قسم پر فیصلہ کیا جاتا ہے اور "البیّنۃ علی المدعی والیمین علیٰ من انکر" کے ضابطے کے تحت معاملہ طے پاتا ہے۔

فریقین کو یہ تحریر دینی ہوتی ہے کہ وہ محکمۂ شرعیہ کے فیصلے کو من و عن منظور کریں گے ایسی تحریر پر فریقین کے علاوہ غیر جانبدار گواہوں کے دستخط بھی ضروری ہیں۔ محکمہ اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کرتا جب

تک فریقین اسے حَکَم تسلیم نہ کریں۔ محکمہ کسی پیچیدگی کی وجہ سے کسی نزاع کا فیصلہ خود نہ کر سکا تو خود ارکانِ محکمہ متفقہ طور پر مراجع عظام سے تصفیہ کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ امور محکمہ میں کسی کو مداخلت کا جواز نہیں ہوتا البتہ ارکان محکمہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جب چاہیں کوئی قضیہ کسی ایسے عالم کے سپرد کریں جو رکن محکمہ نہیں ہے یا اہل بلتستان سے نہیں ہے۔ لیکن علم و فضل اور ورع و تقویٰ سے مزین ہے۔

محکمۂ شرعیہ ان مقدمات کو قبول نہیں کرتا جو پہلے ہی سرکاری عدالتوں میں درج ہوں جب تک کہ فریقین اپنی رضامندی سے سرکاری عدالت سے خارج کرا کر حکومت کی اجازت سے محکمہ شرعیہ کی طرف رجوع نہ کریں۔

محکمہ شرعیہ سے ایک مرتبہ فیصلہ ہو جانے کے بعد کسی شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل نہیں کہ معاملہ نزاع پر نظر ثانی کی جائے تاوقتیکہ وہ اس کا مدّعی نہ ہو کہ محکمہ کا فیصلہ غلط بنیاد پر ہوا ہے۔

محکمہ شرعیہ کو اپنے کسی فیصلے پر شک و شبہ پیدا ہو تو وہ تجدید نظر کے لئے اپنے پہلے فیصلے کو واپس لیتا ہے۔

ارکان محکمہ شرعیہ انفرادی طور پر اپنے مواضع یا دوسرے مواضع میں فیصلے کر سکتے ہیں۔ مگر ان پر لازم ہے کہ نقلِ فیصلہ صدر دفتر محکمہ کو ارسال کریں تاکہ محکمہ اس کو اپنے دفتر فیصلہ جات میں درج کرے بشرطیکہ فیصلہ شرعاً صحیح ثابت ہو۔

فیصلہ اور بیانات کا ریکارڈ بصورت مِسل دفتر محکمہ میں محفوظ کئے جاتے ہیں اور تمام فیصلہ کنندگان ان اوراق پر دستخط ثبت کرتے ہیں۔

فریقین کی جانب سے محکمہ کی اجازت کے بغیر کوئی شخص وکالت کا حق استعمال نہیں کر سکتا۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ یوں تو بلتستان کے ہر گاؤں میں لوگوں کے درمیان اٹھنے والے اکثر تنازعات کے فیصلے علماء کرام ہی کرتے ہیں اور کوشش ہوتی ہے کہ کوئی تنازعہ حل کے بغیر نہ رہ جائے اور اس میں خاطر خواہ کامیابی بھی ہوتی ہے۔ تاہم باضابطہ طور پر اس وقت دو مقامات پر شرعی عدالتیں قائم ہیں جن کے نام یہ ہیں: ۱: محکمۂ شرعیہ سکردو ۲: محکمۂ شرعیہ چھوترون شگر

ا۔ محکمۂ شرعیہ سکردو

محکمۂ شرعیہ کا لفظ جب مطلقاً بولا جاتا ہے تو اس سے مراد بلتستان بھر میں محکمۂ شرعیہ سکردو ہی ہوتا ہے۔ چونکہ بلتستان کے اکثر علاقوں کے لوگ اپنے تنازعات اور مشکلات کے حل کے لیے زیادہ تر اسی محکمہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

بلتستان کے معاشرے میں مذہبی ماحول کے غلبہ کی وجہ سے اگرچہ اس سے قبل بھی لوگ اپنے مختلف مسائل کے حل کے لیے علماء کرام کی طرف ہی رجوع کرتے تھے۔ اس دوران بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ لوگ اپنے مابین پیش آنے والے تنازعات کے حل کے سلسلے میں بھی علماء سے قضاوت اور فیصلہ چاہتے، تو چونکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق قضاوت ایک مکمل شرعی وظیفہ ہے کہ جس کے لیے باقاعدہ مراجع عظام کی اجازت ضروری ہوتی ہے لہٰذا بلتستان کے علماء نے ان چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ "باقاعدہ مراجع عظام کی اجازت سے باضابطہ رسمی طور پر ۱۳۷۶ھ میں محکمہ شرعیہ سکردو کی بنیاد رکھی۔"(۶) اور لوگوں کو اسلامی نظام قضاوت کے تحت انصاف فراہم کرنے کا سلسلہ شروع کیا، اور اس کے لیے باقاعدہ قواعد وضوابط کا بھی تعین کیا گیا تاکہ انصاف کی فراہمی کو بہتر انداز میں جاری کیا جاسکے۔ "محکمہ شرعیہ سکردو کی تاسیس میں جس شخصیت نے سب سے زیادہ اپنی کوششیں بروئے کار لائی، وہ علامہ شیخ غلام محمد کی ذات تھی۔ اس کی بنیاد تو اگرچہ بلتستان کے علماء نے اجتماعی طور پر رکھی لیکن علامہ شیخ غلام محمد مرحوم کی انتھک اور بے لوث کاوشوں کی وجہ سے محکمۂ شرعیہ اور علامہ شیخ غلام محمد لازم وملزوم بن کر رہ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ شیخ غلام محمد کو محکمہ شرعیہ سکردو کا بانی سمجھا جاتا ہے۔"(۷)

۲۔ محکمہ شرعیہ چھوترون شگر

جہاں تک محکمہ شرعیہ چھوترون کا تعلق ہے تو اس کا باقاعدہ قیام ۱۳۶۳ھ میں آغا سید عباس موسوی کے فرزند جناب آغا سید محمد طٰہٰ نے عمل میں لایا۔ جو اب تک قائم ودائم ہے اگرچہ غیر رسمی طور پر لوگوں کے تنازعات کا شرعی بنیادوں پر تصفیہ کا سلسلہ آغا سید عباس موسوی کے زمانے سے ہی جاری تھا۔ آغا سید عباس موسوی کے چھوترون میں باقاعدہ قیام کے بعد سے ہی لوگ اپنے مختلف نوعیت کے چھوٹے بڑے مسائل کے حل کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ چونکہ کہا جاتا ہے کہ آغا عباس ایک انتہائی متحرک اور فعال اور

خستہ ناپذیر شخصیت کے مالک تھے اور علم و تقویٰ کے اعتبار سے بھی نہایت اعلیٰ درجہ پر فائز تھے لہٰذا انہی خصوصیات کی وجہ سے پورے علاقے میں آپ کی جلد شہرت ہو گئی۔ اور جتنا عرصہ آپ چھوترون کے علاقے میں دینی خدمات انجام دیتے رہے اس دوران شگر، باشہ اور برالدو کے تمام علاقوں کے لوگوں کے مرجع بنے رہے۔ آپ کے اخلاقی کمالات اور خصوصیات کی وجہ سے علاقے کے لوگ آپ پر مکمل اعتماد کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ لوگ نہ صرف اپنے مختلف اجتماعی اور انفرادی مسائل کے حل کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے بلکہ اپنے مکمل دیانت داری کے ساتھ ان کے مسائل حل کرتے تھے۔

آغا عباس موسوی نے اپنی انتھک تبلیغی سرگرمیوں کے ذریعے پورے علاقے میں ایک ایسا دینی ماحول پیدا کر دیا تھا کہ جس کی وجہ سے لوگوں کے دل و دماغ پر دینی احکام کی بالادستی قائم ہو گئی تھی۔ لہٰذا علاقے کے لوگ اپنے مسائل اور تنازعات کے شرعی بنیادوں پر حل کے لئے آپ کی آخری عمر تک آپ کی طرف رجوع کرتے رہے۔ جب آپ کی رحلت ہو گئی تو لوگوں نے آپ کے فرزند آغا سید محمد طہٰ کی طرف اپنے مسائل کے حل کے لئے رجوع کرنا شروع کیا۔ لہٰذا آغا سید محمد طہٰ نے مجتہدین عظام کی اجازت سے چھوترون میں عوام کے تنازعات کا اسلامی نظام قضاوت کے اصولوں کے تحت تصفیہ کرنے کے لئے باقاعدہ رسمی طور پر محکمہ شرعیہ چھوترون کا قیام عمل میں لایا۔ آغا سید عباس کے دور کے شرعی فیصلوں کا کوئی تحریری ریکارڈ موجود نہیں۔ البتہ آغا سید محمد طٰہ کے دور سے اب اس محکمۂ شرعیہ میں مقدمات کا باقاعدہ اندراج ہوتا ہے اور فیصلوں کا ریکارڈ بطریق احسن رکھا جاتا ہے اور بوقت ضرورت سائل کو فیصلے کی نقل فراہم کر دی جاتی ہے۔ شگر کے بالائی حصّے یعنی باشہ، برالدو اور تسر وغیرہ کے عوام زیادہ تر اسی محکمہ سے رجوع کرتے ہیں۔ ہر گاؤں کے لیے الگ بستہ ہے اور اس بستہ میں مختلف مقدمات کے کاغذات محفوظ ہیں۔ محکمہ شرعیہ چھوترون کا باضابطہ قیام تو آغا سید طٰہ نے عمل میں لایا لیکن حقیقتاً اس علاقے میں محکمہ شرعیہ کے قیام کے لیے بنیادی طور پر مناسب اسلامی ماحول فراہم کرنے اور اس کے قیام کے لیے راہ ہموار کرنے کا سہرا آغا سید طہٰ کے والد آغا سید عباس موسوی کے سر ہے کہ جن کی پر اثر تبلیغی کاوشوں کی وجہ سے بعد میں ان کے فرزند کے لیے محکمہ شرعیہ کی بنیاد رکھنے کا موقع فراہم ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ عام طور پر آغا سید عباس چھوترون کو ہی محکمہ شرعیہ چھوترون کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔

قوتِ نافذہ

کسی بھی فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے محرکات کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسی ضمانت درکار ہوتی ہے کہ کوئی بھی فیصلہ کسی کے حق میں یا کسی کے خلاف صرف چند الفاظ کا مجموعہ بن کر ہوا میں تحلیل نہ ہو جائے بلکہ ان الفاظ کے معنی مظلوم کی داد رسی بن کر معنی اور مفہوم کا لباس پہن لیں۔ اس حوالے سے دنیا میں سر کاری طور پر مروجہ عدالتوں کے فیصلوں کے اجراء کے لئے باقاعدہ فورس کی موجودگی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ فورس کی موجودگی کے باوجود عملدر آمد میں مشکلات حائل ہو جاتی ہیں لیکن بلتستان کی شرعی عدالتوں میں سے کسی عدالت کے پاس اجراء کے لئے فورس نہیں ہے۔ ان عدالتی فیصلوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں:

"ایک وہ فیصلے ہیں جو ان شرعی عدالتوں میں براہ راست پیش ہونے والے مقدمات کے ہیں ظاہراً ان فیصلوں پر عملدر آمد کے لئے کوئی اجرائی قوت نہیں ہے۔ دوسرے وہ فیصلے ہیں جو شرعی عدالت میں درج ہونے والے مقدمات سے متعلق نہیں بلکہ سرکاری عدالتوں سے شرعی عدالت کو بھیجے جاتے ہیں اور پھر شرعی فیصلوں کے مطابق سرکاری عدالت ڈگری دیتی ہے۔ ان فیصلوں پر جو حقیقتاً شرعی فیصلے ہی ہوتے ہیں، عملدر آمد کی ذمہ داری حکومت کی ہوتی ہے اور سرکاری متعلقہ محکمے اجراء کراتے ہیں۔ لیکن حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ براہ راست شرعی عدالتوں میں دائر ہونے والے مقدمات کے بھی پچانوے فیصد فیصلوں پر کسی طرح کا اجرائی فورس نہ ہونے کے باوجود عملدر آمد ہو جاتا ہے۔" (۸)

وہ کیا عوامل ہیں جن کی بناء پر کسی قسم کی اجرائی طاقت کے نہ ہونے کے باوجود پچانوے فیصد شرعی فیصلوں پر عملدرآمد ہو جاتا ہے اس کا تفصیلی جائزہ لینے پر یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اس کا اہم ترین عامل علاقے کے باشندوں کا دینی رجحان اور زندگی کے تمام امور میں دین کی بالادستی کا راسخ اعتقاد ہے۔

دینی رجحان کی تشکیل کے اہم عناصر

(1) دی عنصر یہ ہے کہ اس خطے کے باشندے انتہائی امن پسند ہیں اور پُر امن بقائے باہمی پر مکمل ایمان ویقین رکھتے ہیں اور نسلی اعتبار سے یہ خصوصیت اسلام کی آمد سے قبل بھی علاقے میں پائی جاتی تھی جب لوگ بدھ مت کے پیروکار تھے۔ تبت ولداخ کے بدھ لاماؤں میں یہ رجحان اب بھی دنیا میں سب سے زیادہ پایا جاتا ہے اور ان کا شیوہ "چلے جو راہ تو چیونٹی کو بھی بچا کے چلے" ہے۔

(2) ماضی بعید میں حکمرانوں کے درمیان لڑائی جھگڑوں کے قصّے تو تاریخ کا حصہ ہیں لیکن مجموعی طور پر عوام انتہائی امن پسند اور انسان دوست رہے ہیں اور اب بھی یہاں کے لوگوں میں یہ خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں۔اور اگر کہا جائے کہ اس وقت پورے پاکستان کے اندر سب سے پر امن اور پر سکون علاقہ بلتستان ہے تو شاید مبالغہ نہ ہو گا۔

(3) دوسرا بڑا سبب یہ ہے کہ لوگ زندگی کے باقی شعبوں میں پسماندہ ہونے کے باوجود عمومی طور پر دینِ اسلام کا اور فقہ اسلامی کا گہرا شعور رکھتے ہیں۔ روزمرہ کے دینی مسائل کا جتنا شعور بلتستان کے عوام کو حاصل ہے اور وہ مراجع تقلید کے فتاویٰ سے جس قدر باخبر ہیں اس کی نظیر دنیا کے دیگر خطوں کے عوام میں مشکل سے ملتی ہے۔مزدور ہو یا دوکاندار، دہقان ہو یا طالب علم دینی مسائل کے گہرے شعور سے مالا مال ہے اور ہر کسی کو یہ احساس ہے کہ یہ مسائل صرف یاد کرنے کے لئے نہیں بلکہ ان پر عمل کرنا اُخروی نجات کے لئے ضروری ہے۔ فقہی مسائل کے جزئیات پر یہاں کے معاشرے کے انتہائی کم درجے کے عوام جس اعتماد سے بحث کرتے ہیں اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔بفضل خدا مردوں کے علاوہ خواتین تک سب ہی اس دینی شعور کی دولت سے مالا مال ہیں۔ یہ بات بڑے فخر کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ جناب میر سید علی ہمدانی، میر شمس الدین عراقی اور سید محمد نور بخش جو اس علاقے میں نورِ اسلام کو پہنچانے والے اولین مبلغ ہیں انہوں نے انتہائی جانفشانی سے جس مذہب کو پہنچایا تھا لوگ ان کے ایک ایک لفظ کو پوری طرح سمجھ کر اس کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور دینِ اسلام کی پر نور برکتوں سے لوگوں کے قلب و ذہن منور ہیں۔

(4) تیسرا سبب یہ ہے کہ اولین مبلّغین نے جس طرح محنت و عرق ریزی سے اسلامی احکام پہنچائے تھے اس کو تازہ رکھنے کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے یہاں کے علمائے کرام ہمیشہ اس فریضے کو کسی انحرافی خط کے بغیر ادا کرتے رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگ اسلام کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا سمجھتے ہیں اور اسلام ہی کو اپنے لیے دین و دنیا میں اطمینان و سکون اور کامیابی و کامرانی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

(5) حلال و حرام کا واضح تصور چونکہ معاشرے میں عام ہے اس لئے کسی شرعی مقدمہ میں فیصلے پر عمل نہ کرنے والے پر ایک معاشرتی دباؤ ہوتا ہے جس کی بناء پر ایک فرد مخالفت کی ہمت نہیں کر سکتا۔ بلتستان کے معاشرے میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں کہ جن میں لوگوں نے ایسے افراد کا مکمل سوشل بائیکاٹ کیا جو شرعی فیصلے پر عمل کرنے سے گریزاں تھے یہ معاشرتی دباؤ ایسا ہے جس کو نظر انداز کرنا بہت مشکل ہے۔ چونکہ یہاں اکثر علاقوں میں دیہی زندگی ہے اس لیے ایسے افراد کے لیے معاشرے کے اندر لوگوں سے کٹ کر زندگی گزارنا مشکل بلکہ بسا اوقات ناممکن ہو جاتا ہے۔

بلتستان کی شرعی عدالتوں میں ہر طرح کے مقدمات درج ہوتے ہیں جن میں دیوانی، فوجداری، نکاح و طلاق سب شامل ہیں لیکن ان میں زیادہ تر مقدمات کا تعلق زمینوں اور حقوق ارث سے ہے۔ چونکہ اسلام پوری انسانی زندگی کے لئے ضابطۂ حیات ہے اس لئے انسانی معاشرے کو پیش آنے والے ہر مسئلہ کا جواب اور ہر مشکل کا حل اسلام میں موجود ہے۔

ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ لوگ اسلام کی حاکمیت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا سیکھیں اور الحمد اللہ بلتستان کی غالب آبادی اس حقیقت سے باخبر ہے اس لئے ہر طرح کے معاملے میں شرعی حکم کی جستجو کا سلسلہ جاری و ساری ہے اور محکمۂ شرعیہ میں ان مسائل کا حتی الامکان حل ڈھونڈا جاتا ہے۔ "صرف محکمۂ شرعیہ سکردو میں سالانہ اوسطاً سو مختلف مقدمات درج ہوتے ہیں اور سو میں سے تقریباً اسّی فیصد مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے بقیہ بیس فیصد شہادت کے تقاضوں کی عدمِ تکمیل کی بناء پر کسی قدر تاخیر کا شکار ہوتے ہیں۔"(۹)

اس سے کچھ ہی کم مقدمات محکمۂ شرعیہ چھوترون میں درج اور فیصل ہوتے ہیں۔ انفرادی طور پر مقامی علماء اسی نمونے پر جو تنازعات طے کرتے ہیں ان کی تعداد بھی کچھ کم نہیں ہے۔

فیصلہ جات کو ریکارڈ کرنے کا طریقہ

بلتستان کی شرعی عدالتوں میں جو ہر طرح کے مقدمات پیش ہوتے ہیں اور ان کے فیصلوں کی جو مختلف نوعیتیں ہوتی ہیں ان سب کو ان کے اپنے اپنے انداز اور اپنی اپنی کیفیت میں ریکارڈ کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ اور باقاعدہ مسل نمبر اور رجسٹر نمبر کے ساتھ ریکارڈ میں رکھا جاتا ہے تاکہ سائل کو کسی بھی وقت نقل فیصلہ کی

ضرورت پڑے تو میسر آ جائے۔ جس طرح پورے مقدمے پر کوئی خرچ فریقین مقدمہ پر نہیں آتا اسی طرح نقول بھی بوقت ضرورت بلا معاوضہ فراہم کر دی جاتی ہیں۔

محکمہ شرعیہ سکردو میں مقدمات کو ریکارڈ میں رکھنے کا سلسلہ علامہ شیخ غلام محمد کے دور سے ہی قائم ہے۔ اس لیے اس محکمہ کے اندر اس کے قیام سے لے کر اب تک کے تمام مقدمات کے ریکارڈ موجود ہیں۔ ان میں سے ہر مقدمے کو باقاعدہ مسل نمبر اور رجسٹر نمبر کے ساتھ ریکارڈ میں رکھا جاتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان مقدمات کے فقط فیصلہ جات کو ریکارڈ میں نہیں رکھا جاتا ہے بلکہ مقدمے کی پوری کاروائی کو ریکارڈ میں رکھا جاتا ہے۔ جس میں مقدمہ درج کرنے کے لیے مدعی کی درخواست سے لے کر گواہان اور شاہدین کے تمام بیانات اور مقدمے کی پوری کاروائی شامل ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی مقدمہ کے فیصلے کی حقیقت کو جاننا چاہتا ہے تو وہ اس پورے مقدمے کی کاروائی ابتدا سے لے کر آخر تک پڑھ کر یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ فیصلہ شرعیہ کے لیے مطلوبہ تمام قواعد وضوابط اور تقاضوں کا لحاظ رکھا گیا ہے یا نہیں۔ اسی طرح اگر بوقت ضرورت کسی مسئلہ کی نوعیت سے متعلق مجتہدین عظام سے استفتاء کیا گیا ہو تو انہیں بھی متعلقہ مقدمے کے ریکارڈ میں رکھا جاتا ہے۔ نیز اگر مقدمے سے متعلق بعض علماء یا اشخاص سے خط وکتابت ہوا ہو تو اسے بھی ریکارڈ کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں مقدمات کی پوری تفصیلی رپورٹ اور کاروائی کو ریکارڈ میں رکھنے کے علاوہ ان مقدمات کے فیصلوں کے فقط خلاصہ جات کو بھی مقدمے کے مدعوی اور مدعی علیہم کے ناموں اور مقدمے کے اندراج اور فیصلے کی تواریخ کے ساتھ شمارہ نمبر اور مسل نمبر لگا کر الگ سے ریکارڈ میں رکھا جاتا ہے۔ اس طرح تمام مقدمات او ان کے فیصلہ جات کے خلاصے کو یکجا رکھا جاتا ہے۔ تا کہ بوقت ضرورت ان میں درج نمبر شمار اور مسل نمبر کے ذریعے اس کی تفصیل تک بآسانی دسترسی حاصل ہو سکے۔

محکمہ شرعیہ چھوترون میں مقدمات کو ریکارڈ میں رکھنے کا سلسلہ آغا سید محمد طٰہٰ کے دور سے اب تک قائم ہے۔ آغا سید عباس چھوترون نے چونکہ رسمی طور پر محکمہ شرعیہ کا اجراء نہیں کیا تھا اس لیے ان کے دور کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے۔ چھوترون کے محکمہ شرعیہ میں علاقہ شگر جس کے تقریباً اسّی (۸۰) مواضع ہیں، کے ہی زیادہ تر نزاعات فیصلہ شرعی کے لیے آتے ہیں اس لیے ہر موضع کا الگ رجسٹر اور بستہ موجود ہے۔ یہاں بھی ہر مقدمے کو اس کی پوری تفصیلی کاروائی کے ساتھ باقاعدہ مسل نمبر لگا کر ریکارڈ میں رکھا جاتا ہے۔ اس کے

علاوہ محکمہ شرعیہ سکردو کی طرح یہاں بھی نیز تمام مقدمات کے خلاصے کو الگ ایک جگہ ریکارڈ میں رکھا جاتا ہے۔ محکمہ شرعیہ چھوترون کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آغاسید محمد طٰہٰ کے دور سے اب تک ان تمام مقدمات کی کاروائیوں کا اندراج فارسی زبان میں ہوتا ہے۔ یعنی محکمہ شرعیہ کی رسمی زبان فارسی ہے۔ علاوہ ازیں یہاں یہ بات خصوصی طور پر قابل ذکر ہے کہ محکمہ شرعیہ چھوترون کے اندر علاقہ شگر کے تمام مواضع کے لوگوں کے ھبہ جات کی نقول کو بھی ریکارڈ میں رکھا جاتا ہے۔ شگر کے کسی بھی علاقہ میں اگر کوئی شخص کسی کو کوئی چیز چاہے منقول ہو یا غیر منقول، ھبہ کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کا باقاعدہ اندراج محکمہ شرعیہ چھوترون میں بھی کرتا ہے۔ جس کے لیے ھبہ کنندہ کی طرف سے لکھے گئے ھبہ نامہ کے ہر ہر لفظ اور کلمے کو من و عن محکمہ شرعیہ کے دفتر میں بھی بالکل اسی انداز اور طریقے سے لکھا جاتا ہے جس طرح اصل ھبہ نامہ میں لکھا گیا ہے۔ پھر اصل اور نقل دونوں کاپیوں پر محکمہ کے قاضی کا مہر اور دستخط ثبت کیا جاتا ہے (کہ جو کسی بھی سرکاری مجسٹریٹ کے مہر اور دستخط کے نعم البدل کے طور پر رائج ہے۔)، پھر اصل ھبہ نامہ اس شخص کو دیا جاتا ہے کہ جس کے نام ھبہ ہوا ہے۔ بعد ازاں آگے چل کر کسی بھی وقت اگر مذکورہ شخص کا کسی کے ساتھ اس معاملے میں نزاع برپا ہو جائے تو اس وقت موھوبہ شخص کے پاس موجود اصل ھبہ نامہ اور محکمہ شرعیہ کے ریکارڈ میں درج اس متعلقہ ھبہ نامہ کے مابین تطبیق کا کام انجام دیا جاتا ہے۔ جس کے بعد مکمل درست تطبیق ہونے کی صورت میں ھبہ درست قرار دے کر اس کے مطابق محکمہ شرعیہ اس نزاع کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ ھبہ ناموں کے اندراج اور انہیں ریکارڈ میں رکھنے کا یہ سلسلہ بھی آغاسید محمد طٰہٰ کے دور سے شروع ہوا تھا جو اب تک جاری ہے۔ لہٰذا اس وقت محکمہ شرعیہ چھوترون میں اس قسم کے ہزاروں ھبہ جات کے ریکارڈ موجود ہیں۔ اس علاقہ میں ھبہ جات کے اس رواج سے وہاں کے لوگوں کی ایک خصوصیت کھل کر سامنے آتی ہے کہ آج کے اس مادی دور میں بھی اس علاقے کے اندر ایسے افراد موجود ہیں کہ جو بغیر کسی عوض اور لالچ کے اپنی املاک اور اشیاء کو انسانیت اور دینی رشتے کے ناطے دوسروں کو مفت میں ھبہ کرتے ہیں۔ جو ان کی ذاتی خوبی پر دلالت کرتا ہے۔ نیز وہاں کے لوگوں کی طرف سے ان ھبہ ناموں کے اندراج اور ثبت کے لیے سرکاری اداروں کی بجائے محکمہ شرعیہ کو انتخاب کرنے سے اس علاقے کے لوگوں کی ایک اور اہم خصوصیت بھی سامنے آتی ہے۔ اور وہ ان کا دینی رجحان اور شریعت کے ساتھ شدید لگاؤ اور علماء پر مکمل اعتماد ہے۔ جو نہ صرف قابلِ قدر ہے بلکہ دوسروں کے لیے لائقِ تقلید بھی ہے۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ "موجودہ گرانی کا دور ہو یا ماضی کی کمیابی کا دور ہو، ان شرعی عدالتوں میں مقدمات کو ریکارڈ میں رکھنے کے سلسلے میں سائلین پر کوئی مالی بوجھ نہیں ڈالا جاتا اور نہ ہی اس سلسلے میں حکومت یا کسی ادارے کی طرف سے کوئی مالی یا تکنیکی تعاون حاصل ہے، لیکن اس کے باوجود فیصلہ کنندگان جو علماء دین ہوتے ہیں، اپنی جیب سے سٹیشنری اور دیگر لوازمات پر خرچ کرتے ہیں اور بیانات ریکارڈ کرنے سے لے کر نقل فیصلہ مہیا کرنے تک کی تمام کارروائی بغیر کسی کاتب یا منشی کے خود ہی انجام دیتے ہیں۔ وسائل کے نہ ہونے کے باوجود ان شرعی محکموں کے اندر مختلف مقدمات کے ریکارڈ کو دیکھ کر حیرت اور تعجب کا اظہار کرنا پڑتا ہے، اور ساتھ ساتھ ان کی مالی اور اقتصادی مشکلات کی شدت کا احساس اور اندازہ بھی ہوتا ہے کہ آج کے اس دور میں جہاں ایک طرف تو بعض مرفہ لوگ اسراف کے ذریعے اپنے سرمایوں کا بے جا، بیہودہ اور بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ تو دوسری طرف ان شرعی عدالتوں میں لوگوں کے تنازعات اور مسائل سے مربوط انتہائی اہم مقدمات کو ریکارڈ میں رکھنے کے لیے یہ علماء کرام ابتدائی ضرورت پر مبنی قلم اور کاغذ کے حصول کے سلسلے میں بھی تنگی کا شکار ہیں۔ چونکہ علماء کرام کے پاس خصوصاً چھوترون میں مقدمات کی کاروائی کو لکھنے کے لیے نہ کوئی باقاعدہ کاغذ یا کاپی موجود ہے اور نہ ہی قلم! ایک ہی مقدمہ کو مختلف سائز کے بے مرتب چھوٹے بڑے کاغذوں میں کئی مختلف قلموں سے لکھا گیا ہے۔"(۱۰) اگرچہ ان کو دیکھ کر بادی النظر میں کسی کو سلیقے کی کمی کا احساس ہو لیکن حقیقت میں اس سے ان علماء کرام کی جانب سے مقدمات کی حفاظت کے سلسلے میں کی جانے والی دقت نظر اور حُسنِ عمل کی نشاندہی ہوتی ہے کہ وہ وسائل کی کمیابی کے باوجود بھی کسی مقدمے کے فیصلے کی تفصیل کو ضبطِ تحریر میں لاکر ریکارڈ کا حصہ بنانے میں کسی قسم کے بہانے کو رکاوٹ بننے نہیں دیتے۔

حرفِ آخر

بلتستان کے تقریباً ہر گاؤں میں عرصہ دراز سے لوگوں کے درمیان اٹھنے والے تنازعات اور مسائل کے فیصلے علماء کرام ہی کرتے آئے ہیں۔ تاہم باضابطہ طور پر شرعی فیصلوں کے لئے ادارہ کی شکل میں پہلی بار ۱۹۵۰ء میں محکمہ شرعیہ بلتستان کے نام سے ایک ادارے کا قیام عمل میں آیا۔ جس نے مخصوص اغراض و مقاصد، جن میں شریعتِ اسلامیہ کی ترویج اور مختلف تنازعات کا قوانینِ شرعیہ کے مطابق تصفیہ انجام دینے کے لئے اپنا کام شروع کر دیا۔ ان اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے اسلامی نظام قضاوت کے اصولوں سے ہم

آہنگ طریقِ کار اور ضابطہ عمل مشخص کیا گیا اور اسلامی نظام قضاوت کے اصولوں کے تحت لوگوں کے تنازعات کے فیصلے کئے جانے لگے۔ اس وقت بلتستان میں دو مقامات پر یہ شرعی عدالتیں اسلامی نظام قضاوت کے اصولوں کے تحت لوگوں کو بلا معاوضہ انصاف کی فراہمی کے لیے کوشاں ہیں۔ بلتستان میں موجود ان شرعی عدالتوں کے پاس قوت نافذہ کے نہ ہونے کے باوجود اکثر ان کے فیصلوں پر عملدرآمد کیا جاتا ہے جس کا سبب علاقے کے باشندوں کا دینی رجحان اور زندگی کے تمام امور میں دین کی بالادستی کا راسخ اعتقاد ہے۔ ان عدالتوں کے قیام سے لے کر اب تک کے تمام مقدمات اور فیصلہ جات کی کارروائی اب بھی ان عدالتوں کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔ گویا بلتستان میں اسلامی نظام قضاوت کے اصولوں کے تحت سماجی انصاف کی فراہمی کے لیے کوشاں یہ شرعی عدالتیں پاکستان کے دیگر علاقوں کے لیے بھی رول ماڈل قرار پا سکتیں ہیں اور یوں اسی سسٹم کے تحت ملک کے دیگر علاقوں میں بھی اس طرح کی شرعی عدالتوں کے قیام سے ان علاقوں کے لوگوں کو بھی بلا معاوضہ انصاف کی فراہمی کا عمل شروع کیا جا سکتا ہے تاکہ معاشرے میں انصاف کا بول بالا ہو سکے۔

حوالہ جات

1 حسرت، محمد حسن، **بلتستان تہذیب وثقافت**، ص:۲۰۸، اشاعت دوم، بلتستان بک ڈپو اینڈ پبلیکیشنز، سکردو، ۲۰۰۷ء

2 محکمہ شرعیہ سکردو کے ممبر شیخ فدا عبادی نے انٹرویو کے دوران یہ اطلاع فراہم کی ہے۔ نیز محکمہ شرعیہ بلتستان کے بانی علامہ شیخ غلام محمد کے دیرینہ ساتھی پروفیسر غلام حسین سلیم نے بھی یہی اطلاع فراہم کی ہے کہ شیخ غلام محمد نے ۱۹۵۰ء میں محکمہ شرعیہ کی بنیاد رکھی پھر بعد ازاں اس سلسلے میں باقاعدہ مجتہدین سے بھی اجازت نامے حاصل کئے گئے۔

3 **ضوابط و قوانین عملیہ** برائے مجلس علماء و محکمہ شرعیہ اثناء عشریہ بلتستان، شعبہ نشر و اشاعت مجلس علماء بلتستان، ۱۳۷۶ھ، ص ۱۴

4 **ضوابط و قوانین عملیہ** برائے مجلس علماء و محکمہ شرعیہ اثناء عشریہ بلتستان، ص:۱۵تا۱۹

5 **ضوابط و قوانین عملیہ** برائے مجلس علماء و محکمہ شرعیہ اثناء عشریہ بلتستان، ص:۲۰، ۲۱

6 مجلس علماء بلتستان کی جانب سے شائع ہونے والے **ضوابط و قوانین عملیہ** برائے مجلس علماء و محکمہ شرعیہ اثنا عشریہ بلتستان کے آخری پانچ صفحات پر پانچ مجتہدین اور مراجع عظام کے اجازت ناموں کا عکس موجود ہے جن میں آیت اللہ العظمی سید محسن الحکیم، آیت اللہ العظمی سید شہاب الدین مرعشی النجفی، آیت اللہ سید کاظم شریعتمداری، آیت اللہ العظمی امام خمینی، آیت اللہ العظمی فاضل لنکرانی شامل ہیں۔ ان میں سے پہلے تین مجتہدین کے اجازت ناموں پر ۱۳۷۶ھ جبکہ امام خمینی کے اجازت نامہ پر ۱۹۸۷ء اور فاضل لنکرانی کے اجازت نامے پر ۱۴۱۴ھ کے سال کی تاریخ درج ہے۔ جس سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ باقاعدہ مجتہدین کی اجازت سے ۱۳۷۶ھ میں اس محکمہ کو شرعی جواز کے ساتھ رسمی حیثیت حاصل ہو گئی۔

7 علامہ شیخ غلام محمد ایک وسیع النظر شخصیت کے مالک تھے اور مذہبی اور علاقائی خول میں رہ کر کام کرنے کو بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ علاقے میں رہنے والے تمام مسالک کے لوگ کسی مسلکی تفریق کے بغیر ان کو اپنا قائد تسلیم کرتے تھے اور یہ سب لوگ اپنے مختلف انفرادی اور اجتماعی مسائل اور اپنے مابین پیدا ہونے والے مختلف تنازعات کے حل کے سلسلے میں آپ ہی کو اپنا مرجع سمجھتے تھے۔ علامہ شیخ غلام محمد نے اپنی پوری زندگی اتحاد بین المسلمین کے فروغ اور علاقے کے لوگوں کے تنازعات کو اسلامی نظام قضاوت کے اصولوں کے تحت حل کرنے کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ آپ ۱۹۹۲ کو سکردو میں وفات پا گئے۔

8 یہ اطلاع محکمۂ شرعیہ کے موجودہ پانچ کے پانچ ارکان نے متفقہ طور پر بہم پہنچائی ہے۔

9 یہ اعداد و شمار محکمۂ شرعیہ کے موجودہ ارکان نے متفقہ طور پر فراہم کیے ہیں۔

10 محکمہ شرعیہ چھوترون شگر کے قاضی جناب آغا سید مبارک علی شاہ سے جب اس کا سبب پوچھا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ مقدمے کی سماعت کے دوران ہمیں جیسا قلم اور کاغذ کہیں سے موقع پر ملتا ہے ہم اسی پر مقدمات کی کاروائی لکھ دیتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس ان کے لیے باقاعدہ الگ رجسٹر اور کاپی خریدنے کا سرمایہ نہیں ہے۔